محمد اشرف علی
بہاول پور

شیخ الصحابہ امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپ کا نام ایام جاہلیت میں عبدالکعبہ تھا، جب توفیق ایزدی نے آپ کو دولت اسلام سے مالامال کیا تو سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ نام تجویز فرمایا۔ ابوبکر کنیت ہے جبکہ عتیق اور صدیق لقب ہیں۔ والد گرامی کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ تھی۔ والدہ ماجدہ کا نام سلمیٰ اور کنیت ام خیر تھی۔ آپ کے والدین اکٹھے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ کی صرف دو بہنیں ام فروۃ اور قریبہ تھیں۔ آپ کا سلسلہ نسب والد اور والدہ کی طرف سے مرہ، پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ والد کی طرف سے ساتویں پشت میں اور والدہ کی طرف سے چھٹی پشت میں

خلیفہ راشد رابع سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "یہ فضیلت مہاجرین میں اور کسی کو حاصل نہیں ہوئی کہ اس کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوئے ہوں"۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے چار شادیاں کیں دو زمانہ جاہلیت میں اور دو قبول اسلام کے بعد، اولاد میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

امام الصحابہ سیدنا ابوبکر صدیق شروع ہی سے سلیم الفطرت تھے چنانچہ قبول اسلام سے پہلے بھی بت پرستی سے نفرت تھی اور شراب نوشی کو برا جانتے تھے ---- ابن عساکر کہتے ہیں کہ "صحابہ کرام کے ایک مجمع میں کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ "بھلا کبھی آپ نے شراب پی ہے"؟ آپ نے اللہ سے پناہ مانگ کر فرمایا "کبھی نہیں" اس نے پھر کہا کہ "کیوں"؟ آپ نے جواب دیا "تاکہ عزت برباد اور مروّت زائل نہ ہو، کیونکہ شراب پینے سے عزت اور مروّت جاتی رہتی ہے"۔ یہ خبر جب حضور علیہ السلام کو پہنچی تو آپ نے دو بار ارشاد فرمایا "ابوبکر سچ کہتے ہیں"۔

سرور دو عالم کی بعثت سے پیشتر جناب صدیق اکبر آنحضرت کی خدمت بابرکت میں اکثر آیا کرتے تھے۔ جب اسلام کا دور آیا اور سرور کائنات نے خدا کے دین کو لوگوں کے سامنے پیش کر کے انہیں خدا کی وحدانیت اور اپنی رسالت کی طرف بلایا تو سب سے پہلے حضرت ابوبکر نے اپنی فطری صلاحیت، فکری رفعت و بلندی اور سلامت طبعی کا مظاہرہ کیا اور آقائے نامدار کی دعوت پر لبیک کہہ کر حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔ تورات انجیل اور دوسری آسمانی کتب میں جیسے نبی علیہ السلام کے بارے میں پیشین گوئیاں موجود تھیں ایسے ہی صحابہ کے بارے میں تذکرے موجود تھے۔ لیکن سیدنا ابوبکر صدیقؓ وہ ذی مرتبت صحابی ہیں جن کی انفرادی اور ذاتی علامات کتب سماویہ میں بیان کی گئی تھیں۔

جانشین رسول قبل از اسلام بڑے پیمانے پر کپڑے کی تجارت کرتے تھے، اس طرح ایک بار آپ یمن میں تجارتی سامان لے کر گئے تو قبیلہ ازد کے ایک صاحب علم بزرگ نے آپ کو اپنا مہمان بنایا، جو توراۃ و انجیل اور دیگر

آسمانی صحیفوں کا بڑا ماہر عالم تھا۔ اس نے سیدنا صدیق اکبر کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ "کہنے لگا" میرا خیال ہے تم سرزمین حرم مکہ کے رہنے والے ہو!" حضرت ابوبکر نے سر کے اشارے سے جواب دیا "ہاں" اس نے کہا "مجھے یوں سمجھ آرہا ہے کہ تم قریشی ہو!" آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ تمہارا اندازہ درست ہے"۔ اس نے پھر کہا "تو کیا آپ خاندان قریش کے قبیلہ بنو تیم بن مرہ میں سے ہیں "؟۔ آپ نے جواب دیا" یہ بات بھی درست ہے"۔ یہ سن کر اس کا چہرہ گلاب کی طرح کھل اٹھا اور خوشی سے کہنے لگا" ۔ بس ایک علامت دیکھنا باقی رہ گئی۔ اپنا پیٹ دکھائیے! سیدنا ابوبکر جو شرم و حیا کا پیکر تھے، تھوڑا جھجکے اور حیران ہوگئے کہ آخر معاملہ کیا ہے! فرمایا: پہلے بات بتاؤ کیا معاملہ ہے؟" جب تک اپنے سوالات کی اصل وجہ نہیں بتاؤ گے، میں تمہاری بات مان کر پیٹ نہیں دکھاؤں گا"۔ قبیلہ ازد کے یمنی عالم نے کہا" ۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آنے والی کتابوں کی روشنی میں میرا علم کہتا ہے کہ بیت اللہ کی وادی سرزمین حرم میں ایک نبی مبعوث من اللہ ہونے والا ہے، دنیا میں دو شخص ان کے خاص مددگار اور ساتھی ہوں گے۔ ان میں سے ایک کڑیل جوان ہوگا جو خطروں کو خاطر میں لائے بغیر دشمنوں کی پیدا کردہ ریشہ دوانیوں کو روندتا چلا جائے گا اور دوسرا شخص ادھیڑ عمر ہوگا اس کے پیٹ پر سیاہ تل اور بائیں ران پر ایک نشان ہوگا اس کی باقی شکل و شباہت تجھ جیسی ہوگی اور حسب و نسب وہی ہوگا جو تمہارا ہے"۔ حضرت ابوبکر نے پیٹ سے کرتہ اٹھا دیا۔ اس نے جلدی سے ادھر ادھر دیکھا تو کالا تل بھی صداقت صدیق کی گواہی دے رہا تھا۔ یمنی عالم پکار اٹھا"۔ رب کعبہ کی قسم! تم ہی وہ شخص ہو جس کی خبریں آسمانی کتب میں معاونین نبی آخر الزمان کی ساتھی کی دی گئی ہیں ۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ سرزمین حرم میں نازل ہونے والی کائنات کی اس آخری ہدایت سے انحراف نہ کرنا، صراط مستقیم کو مضبوطی سے تھامے رکھنا، اس نبی سے بے رخی نہ برتنا"۔

وصی رسول نے فرمایا کہ "یہ باتیں میرے دل پر نقش ہوگئیں"۔ اپنے تجارتی کاموں سے فارغ ہو کر کچھ دنوں بعد حضرت ابوبکر واپس روانہ ہونے لگے تو یمنی شیخ نے کہا کہ "خاتم الانبیاء کی شان میں چند شعر میں نے لکھے ہیں یہ تحفہ ساتھ لیتے جاؤ۔ جب وہ مل جائیں تو ان کی خدمت میں پیش کر دینا"۔

نگہبان رسالت سیدنا صدیق اکبرؓ کے متعلق معروف مغربی مفکر اور متعصب مؤرخ "سرولیم میور" نے اپنی کتاب "خلافت عروج و زوال" میں جو کچھ لکھا ہے وہ بہت عبرت آموز ہے چند پیروں کا ترجمہ ملاحظہ کریں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے بعد اور کوئی ایسا نہیں ہوا جس کا اسلام کو ان (ابوبکر) سے زیادہ ممنون اور مرہون احسان ہونا چاہیئے، چونکہ ابوبکر کے دل میں رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اعتقاد نہایت راسخ طور پر متمکن تھا اور یہی عقیدہ خود رسول خدا کے خلوص اور سچائی کی زبردست شہادت ہے لہذا میں نے (ابوبکر) کی حیات و صفات کے تذکرے کے لئے تفصیل سے کام لیا ہے --------- اگر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو (نعوذ باللہ) ان کے کاذب ہونے کا یقین ہوتا تو وہ کبھی ایسے شخص کو دوست اور عقیدت مند نہ بنا سکتے، جو نہ صرف یہ کہ دانا و دانشمند تھا بلکہ سادہ مزاج اور انصاف پسند بھی تھا۔ ابوبکر کو نفسانی عظمت و شوکت کا کبھی خیال نہیں آیا انہیں جبکہ شاہانہ اقتدار حاصل تھا اور بالکل خود مختار تھے مگر وہ اس طاقت و اقتدار کو صرف اسلام کی بہتری اور رعیت کا فائدہ پہنچانے میں کام لائے ان کی ہوشمندی اس امر کی مقتضی نہ تھی کہ خود فریب کھالیں وہ خود ایسے شخص تھے

کسی کو دھوکہ نہ دے سکتے تھے"۔

جس طرح اللہ کی ربوبیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام رسالت میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کیا جاسکتا اسی طرح صدیق اکبر کے مقام صداقت میں بھی کوئی ان کا ہم پلہ نہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اگرچہ نبی کا ہر صحابی اپنے پسندیدہ کمالات و فضائل کے لحاظ سے منفرد ہے لیکن سرور کائنات کی رسالت و نبوت کے جو جلوے سیرت صدیقی میں نظر آتے ہیں، ان کی شان ہی نرالی ہے۔ حضرت ابوبکر اطاعت رسول کی مثال کامل ہیں۔ آپ نبوت کی برکات سے زیادہ فیض یاب ہوئے۔ آپ کے کردار اور گفتار سے سنت نبویہ کی خوشبو آتی تھی۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے "ریاض النضرہ" میں عفیفہ کائنات سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے حوالے سے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک روز نبی کریم کے تمام اصحاب جمع تھے وہ تعداد میں کل انتالیس آدمی تھے تو شیخ الصحابہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے نبی کریم کی خدمت اقدس میں اعلان اسلام کی بابت اصرار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی ہم لوگ تعداد میں تھوڑے ہیں (لہذا یہی مناسب ہے کہ اجتماعی طور پر فی الحال اعلان نہ کیا جائے) مگر ابوبکر صدیق برابر اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ سید المرسلین راضی ہوگئے۔ اور اجازت دے دی اور باہر تشریف لائے اور تمام صحابہؓ کعبہ کے اندر ادھر ادھر بیٹھ گئے اور ابوبکر صدیق وعظ کہنے کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ وہ (ابوبکر صدیق) سب سے پہلے واعظ ہیں جنھوں نے لوگوں کو خداوند قدوس اور رحمت عالم کی طرف بلایا، جانشین سید الکونین کا وعظ کہنا ہی تھا کہ مشرکوں نے ان پر اور دوسرے صحابہ کرامؓ پر یلغار کردی اور ان کو مارنا پیٹنا شروع کردیا۔ کعبہ کے اندر جس قدر صحابہ تھے ان سب کو بہت مارا اور حضرت ابوبکر صدیق کو تو بہت ہی زدوکوب کیا یہاں تک کہ مشرکوں نے ان کو پیروں تلے بھی روندا اور اسی حالت میں تھے کہ مشرکوں میں سے عتبہ بن ربیعہ جیسا خبیث شخص ان تک پہنچ گیا اور دوسلی ہوئی جوتیوں سے ان (ابوبکر صدیق) کو مارنا شروع کیا اور چہرہ پر اس قدر ورم آگیا کہ ناک اور منہ معلوم نہ ہوتا تھا۔ اتنے میں سیدنا صدیق اکبر کے قبیلے بنو تیم کے لوگ دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے مشرکوں کو ابوبکر کے پاس سے ہٹایا اور ان کو کپڑے میں ڈال کر ان کے گھر لے گئے اور ان سب کو (قبیلے والوں) یقین تھا کہ ابوبکر اب زندہ نہ بچ سکیں گے چنانچہ پھر وہ لوٹ کر کعبہ میں واپس آئے اور کہنے لگے "اللہ کی قسم! اگر ابوبکر مر گئے تو ہم ضرور بالضرور عتبہ کو مار ڈالیں گے، اس کے بعد یہ لوگ پھر ابوبکر صدیق کے پاس واپس چلے آئے۔

ابوقحافہ یعنی سیدنا صدیق اکبر کے والد ماجد اور قبیلہ بنو تیم کے لوگ برابر ان کو (ابوبکر صدیق) پکارتے رہے مگر وہ جواب نہ دے سکتے تھے کیونکہ زخموں سے چور تھے، بالآخر شام کے وقت جواب دیا۔ کہ مافعل رسول اللہ۔ یعنی رسول اللہ کیسے ہیں؟۔

بنو تیم کے لوگوں نے سن کر ان پر ملامت کی اور طعنے دیئے کہ تم نے اپنے دوست محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے اپنی جان و آبرو سب کچھ تباہ کرلیا۔ اس کے بعد وہ سب لوگ اپنے گھروں کو اٹھ کر چلے گئے اور ان سے یعنی والدہ سیدنا صدیق اکبر سے کہہ گئے کہ دیکھو ان کو کچھ نہ کچھ کھلا پلا ضرور دینا۔ چنانچہ ان کی والدہ ان کے پاس گئیں اور انہوں نے بہت اصرار کیا مگر وہ یہی پوچھتے رہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیسے ہیں؟ آخر ان کی والدہ ام الخیر نے کہا واللہ مجھے ان کی کوئی خبر نہیں"۔ یہ سن کر سیدنا ابوبکر نے ان سے کہا کہ تم ام جمیل بنت خطاب کے

پاس جاؤ اور ان سے رسول اللہ کا حال دریافت کرو! چنانچہ آپ کی والدہ ام جمیل کے پاس گئیں اور کہا کہ "ابوبکر نے تم سے اپنے (دوست) محمد کا حال پوچھا ہے" ام جمیل نے برائے رازداری صاف انکار کر دیا اور کہا نہ میں ابوبکر کو جانتی ہوں اور نہ محمد بن عبداللہ کو، ہاں اگر تم چاہو تو میں تمہارے ساتھ تمہارے بیٹے کے پاس چل سکتی ہوں۔ ام خیر نے کہا۔ اچھا چلو! چنانچہ ام جمیل ان کے ہمراہ گئیں اور دیکھا کہ ابوبکر زخموں سے نڈھال پڑے ہیں اور حالت بڑی خراب ہے، ام جمیل ان کے قریب گئیں اور باآواز بلند کہا کہ "جن لوگوں نے تمہارے ساتھ یہ سب کچھ کیا ہے وہ بڑے ہی نابنجار ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا انتقام ان سے ضرور لے گا"۔ خلافت راشدہ کے تاجدار اول سیدنا صدیق اکبر نے آنکھیں کھولیں اور کہا پہلے یہ بتاؤ کہ رسول اللہ کیسے ہیں؟ ام جمیل نے آہستہ سے کہا کہ آپ کی والدہ سن رہی ہیں ابھی نہ پوچھو! آپ نے جواب دیا کہ میری والدہ سے کچھ اندیشہ نہ کرو، پھر ام جمیل نے کہا اللہ کے رسول خیریت سے ہیں، پھر آپ نے پوچھا کہاں تشریف رکھتے ہیں؟ ام جمیل نے کہا کہ ارقم کے مکان میں تشریف فرما ہیں۔ بعدازاں ام جمیل اور آپ کی والدہ دونوں نے اصرار کیا کہ کچھ کھا پی لیں، لیکن حضرت ابوبکر صدیق نے جواب دیا کہ "۔ میں نے اللہ سے عہد کر رکھا ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں نہ پہنچ جاؤنگا نہ کچھ کھاؤنگا نہ پیوں گا"۔

ان دونوں نے یہ سن کر مجبوراً توقف کیا۔ یہاں تک کہ جب رات بہت ہو گئی اور پیروں کی چاپ موقوف ہو گئی اور سب لوگ اپنی اپنی جگہ سو رہے۔ پھر ام جمیل اور ان کی والدہ دونوں ان کو لے کر چلیں حضرت ابوبکر ان دونوں کا سہارا لئے ہوئے چل رہے تھے یہاں تک کہ ان دونوں نے ان کو خاتم النبیاء کی خدمت میں پہنچا دیا۔

سیدنا ابوبکر صدیق پہنچتے ہی آپ پر جھک گئے اور جبین مبارک کو بوسہ دیا اور تمام صحابہ ابوبکر پر جھک پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی یہ حالت دیکھ کر بڑی رقت طاری ہوئی۔ سیدنا ابوبکر نے فرمایا "۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اس (عتبہ) نے جو میرے منہ پر مارا تھا اب آپ کو دیکھ کر اس کا کچھ اثر بھی مجھے محسوس نہیں ہوتا"۔

ایک ماہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتالیس صحابہ تھے اور جس دن سیدنا ابوبکر کو مارا پیٹا گیا اسی دن سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے۔

قرآن کریم میں خداوند قدوس نے جانشین رسول کے فضل و شرف کا ذکر فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ ایک سو اکاسی آیات قرآنیہ سے آپ کی افضلیت کا ڈنکا بجایا گیا ہے خداوند تعالیٰ نے اپنی رضامندی کا اظہار بھی فرمایا ہے چنانچہ حمید ابن انس کی روایت ہے کہ ایک دن حضرت جبرائیل آنحضرت کے پاس خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی لے کر آئے اور کہا "اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ عتیق ابن ابو قحافہ (ابوبکر) سے کہہ دیجیئے کہ میں ان سے راضی ہوں"۔

ریاض النضرۃ میں امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ "نبی کریم نے فرمایا کہ جو وحی مجھ پر نازل کی گئی میں نے اس (ابوبکر) کے سینہ میں اتار دی"

افضل الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ نے بھی آپ کی فضلیت کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ تین سو سولہ احادیث مبارکہ سے آپ کی افضلیت عیاں ہوتی ہے۔

ابن عساکر نے سلیمان ابن یسار سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اچھی خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں جب خداوند تعالیٰ ارادہ فرماتے ہیں کہ کسی بندہ کو جنت دی جائے تو اس میں سے ایک خصلت اس میں ڈال دیتے ہیں۔ "حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ "ان میں سے کوئی خصلت مجھ میں بھی ہے"۔ آپ نے ارشاد فرمایا"۔ تم سب خصلتوں کے جامع ہو تمہیں مبارک ہو کہ تم میں تمام خصلتیں ہیں"۔

سیدنا علیؓ المرتضیٰ سے تواتر کے ساتھ روایت ہے کہ آپ (اپنے زمانہ خلافت میں) فرماتے تھے کہ رسول اللہ کے بعد امت میں سب سے افضل اور بلند مرتبہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ہیں اور جو کوئی مجھے ان دونوں سے افضل قرار دے گا میں اس پر حد جاری کروں گا"۔ سیدنا علی کی آل اولاد بھی خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق کی بڑی عزت و توقیر کرتی تھی یہاں تک کہ حضرت جعفر صادق تو سیدنا صدیق اکبرؓ کا نواسہ ہونے پر فخر کیا کرتے تھے۔

کسی شخص نے سیدنا باقر سے تلوار کو چاندی سے مرصع کرنے کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپ نے جواب دیا" کیونکہ ابوبکر صدیقؓ نے اپنی تلوار کو چاندی سے مرصع کیا تھا۔ راوی کہنے لگے "آپ بھی ان کو صدیق کہتے ہیں"۔ سیدنا باقر غضبناک ہو کر اپنے مقام سے اٹھے اور کہنے لگے "ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں اور جو ان کو صدیق نہ کہے اللہ اس کو دنیا و آخرت میں جھوٹا کرے"۔ بحوالہ کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ مطبوعہ ایران ص ۲۲۵ غایتہ التحقیق ص ۳۶)۔

علمائے امت کا اس بات پر مکمل اتفاق ہے کہ انبیاء کے بعد ازل سے لے کر ابد تک تمام انسانوں میں شیخ الصحابہ سیدنا صدیق اکبر افضل و اشرف ہیں۔۔

بقیہ از صے

اے اللہ! مجھ کو ان لوگوں میں شامل فرما جن کی مغفرت تو نے اپنی مشیت پر رکھی ہے پھر تجہیز و تکفین کے متعلق ھدایت کی کہ "مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کرتا عطا فرمایا تھا جسے میں نے اپنی جان سے بڑھ کر حفاظت سے رکھا ہے۔ اب یہی میرا کفن ہوگا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ تراشے ہوئے ناخن اور ریش مبارک کے بال میں نے ایک شیشی میں رکھے ہوئے ہیں۔ یہ میری آنکھوں پر اور میرے ہونٹوں پر رکھ دینا۔ بس یہی میری نجات کے لئے کافی ہیں۔ یہ فرما ہی رہے تھے کہ کلمۂ توحید زبان پر آگیا اور ۲۲ رجب ۶۰ ھ مطابق ۸ مئی ۶۸۰ء کو فضل و کمال اور رُشد و ھدایت کا یہ آفتاب ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا آپ نے بہتر سال کی عمر پائی

انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور دمشق کے باب الصغیر کے قریب دفن ہوئے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیس سال تک امارت اور انیس سال تین ماہ تک خلافت راشدہ کے فرائض احکامات خداوندی کے مطابق انتہائی حلم و بردباری اور عدل و انصاف سے سرانجام دیئے رضی اللہ عنہ وارضاہ"